

اخبار اُمت

صومالیہ: عبوری حکومت کو درپیش چیلنج

حافظ محمد ادریس

صومالیہ میں خدا خدا کر کے ایک ایسی حکومت وجود میں آگئی ہے جس سے صومالی اور دیگر افریقی ممالک کے لوگوں کو امید بندھ گئی ہے کہ طویل خانہ جنگی، افراتفری اور انتشار کے بعد صومالیہ کے حالات سنبھل جائیں گے اور نفاذِ شریعت کی طرف بھی پیش رفت ہو سکے گی۔ نئی حکومت کے سربراہ ۳۵ سالہ شیخ شریف احمد معتدل، اعلیٰ تعلیم یافتہ اور روحانی سلسلے اویسیہ کے راہ نما ہیں۔ انھوں نے اپنی پارلیمان سے مشاورت کے بعد ایک اور نوجوان عمر عبدالرشید علی شرمار کے، کو وزیر اعظم نامزد کیا ہے۔ وہ بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ، ماہر سفارت کار، اور ملک کے پہلے صدر عبدالرشید علی شرمار کے، کے فرزند ہیں۔ صدر شرمار کے، کو فوجی انقلاب کے دوران قتل کر دیا گیا تھا۔ مرحوم کے بارے میں عام صومالی اب تک اچھی رائے رکھتے ہیں۔ نئی حکومت کے سامنے بہت بڑے چیلنج ہیں۔ موجودہ حالات میں صومالیہ پر حکومت کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ یہ فی الحقیقت کانٹوں کا تاج ہے جو ان دو نوجوانوں نے سر پر سجا لیا ہے۔ اللہ ان کی مدد کرے۔

صومالیہ براعظم افریقہ کا پس ماندہ ترین ملک ہے، جس کی آبادی ۱۰۰ فی صد مسلمان ہے۔ قرن افریقہ میں واقع یہ ملک ۶ لاکھ ۳۷ ہزار ۶ سو ۵۷ مربع کلومیٹر رقبہ کو محیط ہے، جس میں سے بہت بڑا حصہ صحرائی اور بالکل بنجر ہے۔ کچھ پہاڑی علاقے بھی ہیں اور ساحل سمندر کے ساتھ بھی ۶ ہزار ۳ سو کلومیٹر لمبی پٹی لگتی ہے، جس میں خلیج عدن، بحیرہ عرب اور بحر ہند کے ساحل شامل

ہیں۔ جو باور شلی نامی دودریا بھی اس ملک سے گزرتے ہیں لیکن ان سے کوئی خاطر خواہ زرعی و صنعتی فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ اُونٹ، بھیڑ بکری اور گائے پالتو جانور ہیں۔ بیش تر لوگ چرواہے ہیں۔ یورینیم اور تیل کے وسیع ذخائر موجود ہیں مگر ابھی تک انھیں حاصل کرنے کا کوئی جامع منصوبہ عمل میں نہیں لایا جاسکا۔

صومالیہ کو برطانوی اور اطالوی استعمار سے ۱۹۶۰ء میں آزادی ملی۔ آزادی کے فوراً بعد صومالیہ کی اپنے ہمسایے کینیا سے سرحدی علاقوں کے تنازع پر جنگ چھڑ گئی جس میں دونوں ملکوں کا خاصا نقصان ہوا مگر صومالیہ کے تنازع علاقوں پر برطانیہ، امریکا اور عالم مغرب کی ایشیر باد سے کینیا کا قبضہ تسلیم کر لیا گیا۔ صومالیہ کا پہلا صدر عبدالرشید علی شرمار کے، ایک صاف ستھرا سیاست دان تھا مگر طبعاً کمزور تھا۔ اس لیے ملک میں بد نظمی اور کرپشن کی وجہ سے عدم اطمینان پیدا ہوا۔ ان حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فوج کے سربراہ میجر جنرل محمد زیاد بڑے نے ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو بغاوت کر کے ملک پر قبضہ کر لیا اور صدر شرمار کے، کو قتل کر دیا گیا۔ یوں ملک پر فوجی آمریت مسلط ہوئی جو ۱۹۹۲ء تک قائم رہی اور جب اس کا خاتمہ ہوا تو صومالیہ بدترین خانہ جنگی کی لپیٹ میں تھا۔

آمریت ملکوں اور قوموں کے لیے ہمیشہ زہرِ قاتل ثابت ہوتی ہے۔ زیاد بڑے کے ملک سے فرار ہو جانے کے بعد اب تک کوئی متحدہ حکومت صومالیہ میں قائم نہیں ہو سکی۔ وقتاً فوقتاً مختلف مسلح گروہ اور قبائلی لشکر دار حکومت مقدیشو پر قابض ہوتے رہے مگر پورا ملک ایک حکومت کے تحت متحد ہونے کے بجائے مختلف گروپوں کے زیر تسلط رہا۔ کینیا کے ساتھ صومالیہ کے تعلقات معمول پر آئے تو بد قسمتی سے اس کے شمالی ہمسایے ایتھوپیا سے نئی جنگ چھڑ گئی۔ ادھر ایتھوپیا میں سیلے مینگستو کا تختہ الٹ کر میلس زیناوی (Meles Zenawi) برسرِ اقتدار آ گیا، اور یہ اسی طرح امریکی مہرہ ہے جس طرح پاکستان اور افغان حکمران۔ امریکا کے اشارے پر ایتھوپیا کی فوجیں اگست ۲۰۰۱ء میں صومالیہ میں امن قائم کرنے کے بہانے داخل ہوئیں جو چند ماہ قبل تک وہاں موجود رہی ہیں اور بے پناہ قتل و غارت گری اور لوٹ مار کا ارتکاب کرتی رہی ہیں۔

صومالیہ میں بہت سے جنگ جوسر دار اپنی چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کیے بیٹھے تھے۔ فرح عدید ۱۹۹۲ء میں مقدیشو پر قابض تھا۔ اس نے امریکی فوجیوں کو پکڑ کر مقدیشو کی سڑکوں پر

گھسیٹا تھا جس کے نتیجے میں امریکی تو وہاں سے دم دبا کے بھاگ گئے مگر انہوں نے ایتھوپیا کے ذریعے صومالیہ سے خوب انتقام لیا۔ افریقی اتحاد کی تنظیم (OAU) اور دوسری عالمی تنظیموں نے کوشش کی کہ صومالیہ میں اتفاق رائے پیدا ہو جائے اور امن وامان کی کوئی صورت بن سکے مگر یہ تمام کوششیں صومالیہ کے اسلام پسند حلقوں کو مجوزہ سیٹ آپ سے خارج کرنے پر مرکوز رہیں۔ صومالی اپنی طبیعت کے لحاظ سے افغانوں سے بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ اگر ہم صومالیہ کو افریقہ کا افغانستان کہیں تو یہ غلط نہ ہوگا۔ صومالی جفاکش اور بہادر قوم ہیں اور اسلام سے محبت ان کی گھٹی میں پڑی ہے۔

اگست ۲۰۰۴ء میں عالمی اداروں کے دباؤ کے تحت مختلف گروپوں کے درمیان کینیا کے دارالحکومت نیروبی میں ایک معاہدہ طے پایا جس میں ۲۷۵ نامزد ارکان پر مشتمل ایک پارلیمنٹ وجود میں آئی۔ دو ماہ بعد نیروبی ہی میں صومالیہ کے نیم خود مختار صوبے ارض البیط (pant land) کے راہنما عبداللہ یوسف کو وفاقی حکومت کا عبوری صدر بنا دیا گیا جو امریکا کا منظور نظر تھا۔ صاحب موصوف نے نیروبی ہی میں اپنے منصب کا حلف اٹھایا اور اسی دن افریقی یونین سے درخواست کردی کہ وہ ۲۰ ہزار فوجی صومالیہ میں امن قائم کرنے کے لیے بھیجے۔ چونکہ اس نئے صدر کی ذاتی شہرت بھی اچھی نہیں تھی اور ملک میں عمومی حمایت سے بھی وہ محروم تھے، اس لیے زیادہ دیر اپنا مصنوعی اقتدار قائم نہ رکھ سکے۔ اس عرصے میں نفاذ شریعت کے لیے ملک میں اسلامی عدالتوں کے نام سے ایک تحریک چل رہی تھی جو دن بہ دن لوگوں میں مقبول ہو رہی تھی۔ اسلامی عدالت اتحاد نے صرف ۴ ماہ کی لڑائی کے بعد جون ۲۰۰۶ء میں دارالحکومت مقدریشو اور دیگر اہم مقامات پر قبضہ کر لیا۔ ان لوگوں نے تھوڑے عرصے میں امن وامان کی حالت بہت بہتر بنا دی۔

اس دور میں بھی موجودہ صدر مملکت، اسلامی عدالت یونین کے چیئرمین شیخ شریف احمد کو وسیع تر مشاورت میں صدر مملکت بنانے کا فیصلہ ہوا تھا مگر امریکی سرپرستی میں قائم عبوری پارلیمنٹ مقیم نیروبی نے اسلامی انتظامیہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ایتھوپیا اور امریکا کو مداخلت کی دعوت دی۔ اس کے بعد حبشہ کی فوجی پیش قدمی شروع ہوئی۔ امریکا کی مکمل سرپرستی میں دسمبر ۲۰۰۶ء میں حبشہ کے زمینی حملے کے ساتھ ہی امریکی گن شپ ہیلی کاپٹرز کے ذریعے فضائی حملے

شروع ہو گئے اور یوں صومالیہ کا امن پھر تباہ و برباد ہو گیا۔ اس طرح ایتھوپیا (عملاً) اور امریکا (بالواسطہ) ملک پر مسلط ہو گئے۔ اسی عرصے میں مسلم نوجوانوں کی ایک تنظیم 'الشباب' کے نام سے وجود میں آئی۔ امریکا نے اسے القاعدہ کی ایک شاخ قرار دیا۔ بدقسمتی سے الشباب اور اسلامی عدالت اتحاد نے اپنے اپنے راستے الگ کر لیے جس سے اسلام پسند قوتیں کمزور ہوئیں۔ صومالیہ کے حالات سے باخبر تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ الشباب میں کچھ عناصر باہر سے داخل (induct) کیے گئے تھے جو اس اختلاف کے شعلوں پر تیل چھڑک رہے تھے۔ یوں مفاہمت کی ہر کوشش دم توڑ گئی۔

ستمبر ۲۰۰۷ء میں اریٹیریا کے دارالحکومت اسمارا میں اسلام پسندوں کا ایک نیا اتحاد وجود میں آیا، جسے انھوں نے اتحاد برائے آزادی نو صومالیہ (Alliance for the Re-liberation of Somalia) کا نام دیا۔ امریکا کے منظور نظر صدر عبداللہ یوسف نے نومبر ۲۰۰۷ء میں نور حسن حسین کو وزیر اعظم نامزد کیا لیکن صومالیہ پر کوئی حقیقی رٹ قائم کرنے میں یہ حکومت بڑی طرح ناکام رہی۔ صدر اور وزیر اعظم ایک دوسرے سے برسبر پیکار ہو گئے۔ دسمبر ۲۰۰۸ء میں صدر نے وزیر اعظم کو معزول کر دیا اور محمود محمد گلید کو وزیر اعظم نامزد کیا گیا مگر پارلیمنٹ نے اس کے تقرر کو مسترد کر دیا۔ اقوام متحدہ اور دیگر عالمی ادارے اس نتیجے پر پہنچ گئے تھے کہ اتحاد برائے آزادی نو صومالیہ کی شرکت کے بغیر مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

صدر عبداللہ یوسف، ذلیل و رسوا ہو کر ۲۹ دسمبر ۲۰۰۸ء کو صدارت چھوڑ کر گوشہ نشین ہو گیا۔ نئے فارمولے کے تحت ۳۱ جنوری ۲۰۰۹ء کو جبوتی میں ایک نئی عبوری پارلیمنٹ وجود میں آئی، جس میں ۲۰۰ رکن اسلامی گروپوں سے اور ۷۰ مختلف قبائل سے نامزد کیے گئے۔ ہر قبیلے کو اس کے حجم کے مطابق نمایندگی دی گئی۔ اس اجلاس میں کثرت رائے سے شیخ شریف احمد کو صومالیہ کا نیا صدر چن لیا گیا۔ اپنے انتخاب کے بعد انھوں نے متوازن اور معتدل انداز میں ملکی بحران کو قومی اتفاق رائے سے حل کرنے کا اعلان کیا۔ ۱۹۹۱ء کے بعد سے یہ اس شورش زدہ ملک کی پندرہویں حکومت ہے۔ اس کی کامیابی و ناکامی کے بارے میں ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہے کیونکہ 'الشباب' نے اس نئے سیٹ اپ کو قبول نہیں کیا اور بعض علاقوں میں ان کا زور ہے۔

الشباب کی قیادت ایک نوجوان شیخ حسن ظاہر اویس کر رہے ہیں جو ایک بہادر اور جنگ جُو نوجوان ہیں اور امریکانے ان کے سر کی قیمت مقرر کر کے انہیں اشتہاری دہشت گرد قرار دیا ہوا ہے۔

۷ فروری ۲۰۰۹ء کو شیخ شریف احمد مقدیشو میں اپنی عبوری پارلیمنٹ کے ساتھ تشریف لائے تو ہزاروں لوگوں نے ان کا والہانہ استقبال کیا۔ شیخ شریف البغال قبیلے سے ہیں جو معروف اور محترم سمجھا جاتا ہے۔ وہ جولائی ۱۹۶۳ء میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنی تعلیم لیبیا اور سوڈان میں مکمل کی۔ سوڈان میں قیام کے دوران وہ اخوان کی دعوت سے بھی متاثر ہوئے۔ وہ معتدل مزاج اور نیک نفس انسان ہیں۔ بیش تر صومالیوں کی طرح شیخ شریف بھی حافظ قرآن ہیں اور ایسی سلسلے کے روحانی پیشوا ہیں۔ انتہائی ملنسار، بردبار اور اعلیٰ تعلیم یافتہ صومالی صدر خود کو استاد (معلم) کہلانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ ان کا تخصص علوم جغرافیہ میں ہے۔ شیخ شریف کے بارے میں عام تجزیہ نگار پرامید ہیں کہ وہ مسائل کو حل کر لیں گے۔

شیخ شریف نے حلف اٹھانے کے بعد جوتی میں رکان پارلیمنٹ کا اجلاس بلایا اور اتفاق رائے سے ایک نوجوان عمر عبدالرشید علی شرمار کے، کو پارلیمنٹ کا وزیر اعظم نامزد کیا ہے۔ موصوف ایک سابق سفارت کار ہیں جو اقوام متحدہ میں بھی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ وہ امریکا کے تعلیم یافتہ ہیں اور صومالیہ کے ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے کینیڈا میں منتقل ہو گئے تھے۔ انہیں ایک ماہ کے اندر کاہینہ نامزد کرنا ہوگی، جس کی منظوری پارلیمنٹ سے ضروری ہے۔ ان کا تعلق ایک بڑے قبیلے دارود سے ہے۔ وہ آزاد صومالیہ کے پہلے صدر کے بیٹے ہیں۔ صدر اور وزیر اعظم کو عمومی طور پر لوگوں کی حمایت حاصل ہے مگر 'الشباب' تنظیم نے صدر کے بارے میں تو زیادہ سخت تبصرہ نہیں کیا تھا البتہ نامزد وزیر اعظم پر شدید الفاظ میں تنقید کی ہے۔ دوسری جانب یہ بھی سنا جا رہا ہے کہ امریکا نامزد وزیر اعظم کو قبول کر لے گا مگر شاید نون منتخب صدر کو زیادہ عرصہ برداشت نہ کر سکے۔ شیخ شریف ایتھوپیا کو بھی سخت ناپسند ہیں۔ حبشہ کی فوجوں کی یلغار کے بعد شیخ شریف کو جلاوطنی اختیار کرنا پڑی تھی۔

تقریباً ۹ لاکھ آبادی پر مشتمل یہ وسیع و عریض خطہ بد حالی، خانہ جنگی، قحط سالی اور قتل و غارت گری کی وجہ سے بدترین بحران کا شکار ہے۔ صومالیہ کو بحری قزاقی کا بھی سامنا ہے جو تجارتی بحری جہازوں کے لیے بڑا خطرہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صومالیہ کے انتہائی دگرگوں حالات نے ہی